Urdu(H) B.A Part-1
Paper-1 (Poetry)
Topic: URDU MASNAVI

Note By:
DR. MASROOR HAIDRI
Department of Urdu,
J.K College, Biraul, Darbhanga.

اردو میں مثنوی نگاری

مثنوی کا لفظ ''مثنیٰ'' سے بنا ہے، جس کے لغوی معنیٰ ''دو دو'' کے یا ''دو دو کیا گیا'' کے آتے ہیں۔ اصطلاح میں مثنوی اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں دو دو مصرعہ آپس میں ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ گویا مثنوی اس کلام کو کہتے ہیں جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں اور ہر شعر کا قافیہ بقیہ اشعار کے قافیے سے مختلف ہوتا ہے۔ البتہ مثنوی کے تمام اشعار ایک ہی بحر میں ہوتے ہیں۔

مثنوی عربی زبان کا لفظ ہے لیکن یہ اردو شاعری میں فارسی شاعری کے ذریعے آئی ہے۔ ہئیت اور موضوع دونوں ہی اعتبار سے مثنوی میں زیادہ وسعت ہوتی ہیں، اس کا دامن وسیع ہے، جبکہ یہ وسعت غزل، قصیدہ، مرثیہ اور قطعہ جیسے اصناف سخن میں نہیں ہے۔

مثنوی میں واقعات کو تسلسل کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ اس صنف سخن میں بڑے بڑے موضوعات اور مسلسل خیال کو قلمبند کرنے کی گنجائش رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً ہر موضوعات پر مثنویاں لکھیں گئیں، لیکن اردو کے زیادہ تر مثنویاں داستانی رنگ کی ہیں۔ علاوہ ازیں تاریخی واقعات، قصہ، عشق و تصوف، مذہب و فلسفہ، رزم و بزم، تاریخ اور سوانح جیسے موضوعات پر طویل طویل مثنویاں لکھیں جاتی رہی ہیں۔ بلاشبہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اردو کی مثنویاں ہر شعبہ فکر و عمل کے بارے لکھی جا سکتی ہیں اور لکھی گئیں ہیں۔

مثنوی قدیم ترین صنف ہے۔ اس کی داغ بیل سب سے دکن میں پڑی پھر دھیرے دھیرے پورے

ہندوستان میں اس کی شناخت ہوئی اور کثرت سے لکھی جانے لگی۔ بیجاپور اور گولکنڈا کے شعرانے اس پروان چڑھانے نمایاں رول ادا کیا۔ بہمنی سلطنت دکن کی پہلی خودمختار سلطنت ہے۔ یہ سلطنت تقریباً 2 سو برس تک قائم رہی۔ دکن میں اردو مثنوی کا باضابطہ آغاز بہمنی عہد سے ہوتا ہے۔ فخر دین نظامی کی مثنوی،، کدم راؤ پدم راؤ،، کواردو کی پہلی مثنوی ہونے کا شرف حاصل ہے جو دکن میں لکھی گئی۔ اسی عہد کی اشرف بیابانی کی ایک اور اہم مثنوی ''نوسرہا'' ہے۔ میراں جی شمس العشاق بہمنی عہد کی ایک ممتاز شخصیت ہیں جنھوں نے اسرار و رموز و معرفت کو اپنی منظومات کے ذریعے پیش کیا۔ ان کی تصانیف میں خوش نامہ، خوش نغز، شہادت التحقیق، مغز مرغوب، اور،، چہار شہادت،، شامل ہیں یہ سب مثنوی کی ہئیت میں لکھی گئی ہیں۔ دکن کی قدیم مثنویوں میں مقیمی کی چندر بدن و مہیار،، بیجاپور کی پہلی عشقیہ مثنوی ہے۔ کمال خاں رستمی کا ''خاور نامہ'' اور ملک خوشنود کی مثنوی ''جنت سنگار'' قدیم مثنویاں ہیں۔ اسی طرح صنعتی کی مثنوی ''قصہ بے نظیر'' بھی اہم ہے۔ علی عادل شاہ ثانی کے درباری شاعر نصرتی کی مثنویوں میں ''گلشن عشق'' اور ''علی نامہ'' قابل ذکر ہے۔ علی عادل شاہ ثانی کے عہد کا ایک اور اہم شاعر ہاشمی ہے۔ وہ ریختی کا صاحب دیوان شاعر تھے اسکی مشہور مثنوی ''یوسف زلیخا'' ہے۔ قطب شاہی عہد میں وجہی کی مثنوی ''قطب مشتری'' غواصی کی تین مثنویاں ہیں ''مینا ستونتی، سیف الملوک و بدیع الجمال، اور، طوطی نامہ'' اور ابن نشاطی کی مثنوی ''پھول بن'' اردو کے قدیم سرمایے ہیں۔ قطب شاہی عہد کے آخری بادشاہ ابوالحسن تانا شاہ کے عہد کی مثنویوں میں طبعی کی مثنوی ''بہرام و گل اندام'' اور فائز کی،، رضوان شاہ و روح افزا،، بیحد اہم مثنویاں ہیں۔

افضل کی '' بکٹ کہانی'' کو شمالی ہند کی پہلی مستند مثنوی مانا جاتا ہے، بکٹ کہانی درحقیقت ''بارہ ماسہ'' ہے۔ جس میں ایک بیوی اپنے شوہر کی جدائی میں ہر مہینے اپنے دل پر گزرنے والی کیفیات کا اظہار کرتی ہے۔ دہلی کی تباہی سے پہلے شمالی ہند میں ادبی مثنوی بہت ہی کم لکھی گئیں البتہ کچھ مثنویاں ہیں جن کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ ان میں غلام قادر شاہ کی مثنوی ''رمز العاشقین'' اور حضرت مراد شاہ کی مثنوی ''مگس نامہ'' مشہور ہے۔ دہلی کی تباہی کے بعد شعرا لکھنؤ اور فیض آباد میں آکر پناہ گزیں ہوئے اور شعر و سخن کی محفلیں سجنے لگی۔ اسی دور میں کچھ بہترین نمونہ مثنویاں وجود میں آئیں، جن میں میر تقی میر کی مثنوی ''دریائے عشق'' اور ''شعلہ شوق'' مصحفی کی ''بحر المحبت'' میر حسن کی شہرہ آفاق مثنوی ''سحر البیان'' دیاشنکر نسیم کی مثنوی ''گلزار نسیم'' اور مرزا شوق کی مثنوی ''زہر عشق'' قابل ذکر ہیں۔ ان تمام مثنویوں میں میر حسن کی مثنوی ''سحر البیان'' کو زبان و بیان، سلاست و روانی، خوبصورت محاوروں کا استعمال، کردار نگاری طرز بیان اور دوسرے محاسن کی وجہ سے فوقیت حاصل ہے۔ دیاشنکر نسیم کی مثنوی ''گلزار نسیم'' کو میر حسن کے ''سحر البیان'' کے ہم پلہ

سمجھا جاتا ہے۔ محمد حسین آزاد کی مشہور مثنوی ''شب قدر'' ہے تو حالی کی مشہور مثنوی ''نشاط امید'' ہے۔ مجموعی طور پر مثنویوں کا سرمایہ اردو شاعری کا گراں قدر سرمایہ ہے اور اس کی اہمیت اور دلچسپی ہمیشہ برقرار رہے گی۔

☆☆☆